حدیث کی آئینی حیثیت سے متعلق شبہات کا ناقدانہ جائزہ: شیخ عبد السلام رستمیؒ کی فکر کے تناظر میں

A Critical Review of Doubts about the legal Status of Hadith: In the perspective of Sheikh Abdul Salam Rostami's thought

Munir Iqbal
PhD Scholar, Department of Islamic and Religious Studies,
Hazara University, Mansehra.
Email: saeedulhaqjadoon@gmail.com

Dr. Saeed Ul Haq Jadoon
Lecturer, Department of Islamic and Religious Studies,
Hazara University, Mansehra.

Ammar Ahmed
PhD Scholar, Department of Islamic and Religious Studies,
Hazara University, Mansehra.

ISSN (P):2708-6577
ISSN (E):2709-6157

Abstract
Hadiths are the second basic source of Islamic law and a commentary for the Holy Quran. From the Prophet's time until today, the interpretation of the Holy Quran is done through hadiths. Qur'an and Hadith are inseparable from each other. It is not possible to follow the Quran without Hadith. Ghulam Ahmed Parvez and his followers have targeted hadiths.They has denied the authority of the hadith and expressed many doubts about hadith. Many scholars have written about this view of Parvez and his followers. Sheikh Abdul Salam Rostami has also contributed in this academic and research work.
Sheikh Abdul Salam Rustami was a famous religious scholar of Khyber Pakhtunkhwa. He has written a permanent book on Pervez's thoughts. He has criticized Parvaiz's thought about hadith and have answered their objections in a best way in this book.
In this research paper, a critical review of Pervaiz's and his followers' Thoughts regarding the authenticity of hadith is presented in the context of Sheikh Abdul Salam's thoughts.
Key Word: *Holy Quran, Hadiths, Critical Review, Legal Status, thoughts.*

احادیث، شریعت اسلامی کا دوسرا اساسی مصدر ہے، اسلامی شریعت کی بنیاد دو چیزوں پر قائم ہے: کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ۔[1] قرآنِ کریم کا ایک ایک لفظ ایک ایک حرف شک وشبہ سے بالاتر ہے۔ عہد رسالت سے لے کر آج تک اُمّت کا اس پر اجماع ہے کہ قرآن قطعی اور لاریب ہے لیکن قرآنِ کریم کو حدیث و سنت سے مربوط کیے بغیر اسلام پر حقیقی معنی میں عمل ممکن نہیں ہے۔ پس قرآن اور حدیث باہم لازم ملزوم ہیں اور سنت و حدیث کو قرآن سے جدا کر کے حقیقی فہمِ قرآن اور عمل بالقرآن ممکن ہی نہیں ہے ۔ غلام احمد پرویز اور ان کے متبعین نے احادیث کو ہدف تنقید بنایا ہے اور اس کی حجیت پر نقد کیا ہے نیز اس حوالے سے مختلف شبہات کا اظہار کیا۔ ان شبہات کے جواب میں کئی اہل علم نے لکھا ہے، جن میں سے اس دور کی ایک نامور ہستی شیخ عبد السلام رستمی بھی ہیں۔

شیخ عبد السلام 7 دسمبر 1936ء (23 رمضان 1355ھ) کو گاؤں رستم ضلع مردان میں پیدا ہوئے۔[2] آپ کا تعلق ایک علمی گھرانے سے تھا۔[3] ابتدائی تعلیم اپنے علاقے میں حاصل کی پھر مختلف مدارس سے درس نظامی کی کتب پڑھیں۔ درس نظامی کے دوران آپ نے پہلے شاہ منصور سے اور پھر پنج پیر سے دورہ تفسیر القرآن کیا۔ درس نظامی کے ساتویں سال کے اختتام پر شیخ رحمہ اللہ نے شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان سے دورہ تفسیر کیا اور آخر کار جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک سے دورہ حدیث کیا۔ اس کے بعد شیخ نے مختلف مدارس میں تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ بحیثیت مفسر، محدث اور محاضر و مناظر ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ انھوں نے پشتو زبان میں "احسن الکلام" کے نام سے قرآن کریم کی تفسیر لکھی ہے۔ ایک بہترین شارح حدیث ہونے کے ناطے انھوں نے احادیث کی بڑی خدمات کی ہیں جن میں سے ایک منکرین حدیث کے شبہات کا علمی احاطہ کیا ہے اور ایک نرالے انداز میں اس کا علمی نقد کیا ہے۔ اس مقالے میں شیخ صاحب کے ان افکار و تحقیقات کو موضوعِ بحث بنایا گیا جو حجیتِ حدیث پر ان کے رشحات قلم سے نکلی ہیں۔ وہ علمی تحقیقات پیش خدمت ہے:

پہلا شبہ: کتابتِ حدیث کی ممانعت

منکرین حدیث کا پہلا اور مشہور شبہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خود کتابتِ حدیث کی ممانعت فرمائی ہے۔ اس سلسلے میں وہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا تَكْتُبُوا عَنِّي، وَمَنْ كَتَبَ عَنِّي غَيْرَ الْقُرْآنِ فَلْيَمْحُهُ،[4] ترجمہ: "(قرآن کے علاوہ) مجھ سے کچھ نہ لکھو۔ جس نے قرآن کے علاوہ مجھ سے کچھ لکھا ہے وہ اُس کو مٹادے"۔ منکرینِ حدیث ان جیسی روایات کو بنیاد بنا کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اس لیے احادیث لکھنے سے منع کیا کہ کہیں لوگ احادیث کو قابل حجت نہ سمجھنے لگیں۔[5]

کتابت حدیث کی ممانعت کا جواب شیخ عبد السلام رستمیؒ نے کئی طریقوں سے دیا، وہ فرماتے ہیں کہ احادیث دو طرح کی ہیں ایک وہ جن سے کتابتِ حدیث کی ممانعت ثابت ہو رہی ہے اور دوسری وہ جن سے کتابت حدیث کی اجازت کا ثبوت ملتا ہے۔ منکرینِ حدیث صرف پہلی قسم یعنی عدمِ اجازت والی احادیث کو تو دیکھتے ہیں لیکن اجازت والی احادیث کو بالکل ترک کر دیتے ہیں، یہ تو علمی خیانت ہے۔ نیز وہ اپنے دعوے کے ثبوت کے لیے حدیث سے استدلال کر رہے ہیں جب کہ وہ حدیث کو سرے سے حجت ہی نہیں مانتے؟[6]

جہاں تک کتابت حدیث کی ممانعت والی روایت ہے تو یہ روایت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ امام بخاریؒ نے اس کو ابو سعید خدریؓ پر موقوف قرار دیا ہے۔[7] جب کہ کتابتِ حدیث کی اجازت والی احادیث مرفوع ہیں تو پھر مرفوع احادیث کو چھوڑ کر موقوف روایت سے کیوں استدلال کرتے ہیں؟ بالفرض اگر یہ مان لیا جائے کہ دونوں قسم کی احادیث مساوی حیثیت رکھتی ہیں تو پھر منکرین حدیث نے یہ نتیجہ کیسے مرتب کیا ہے کہ نبی ﷺ نے کتابت حدیث سے اس لیے منع کیا تھا کہ احادیث غیر محفوظ رہ کر قابل حجت نہ رہیں بلکہ کتابت سے ممانعت کی دوسری بہت سی حکمتیں بھی تو مراد ہو سکتی ہیں جن کو محدثین کرام نے بیان کیا ہے۔[8] چنانچہ روایات میں تعارض کو دفع کرنے اور تطبیق پیدا کرنے کے لیے محدثین کی تین قسم کی توجیہات پیش کی ہیں۔ وہ توجیہات حسب ذیل ہیں:

پہلی توجیہ

یہ ممانعت ایک مصحف میں لکھنے کی ہے تاکہ قرآن و حدیث میں اختلاط و اشتباہ نہ ہو، چنانچہ علامہ خطابی لکھتے ہیں: إنما نهى أن يكتب الحديث مع القرآن في صحيفة واحدة لئلا يختلط به ويشتبه على القارىء فأما أن يكون نفس الكتاب محظوراً وتقييد العلم

بالخط منهياً عنه فلا[9] ترجمہ:" آپ ﷺ نے حدیث کو قرآن کے ساتھ ایک ہی صفحے پر ایک ساتھ لکھنے سے منع فرمایا تاکہ قاری کسی اختلاط واشتباہ کا شکار نہ ہو جائے۔ رہا نفس حدیث کو لکھنے اور علم کو تحریر میں لانے کی ممانعت کا تعلق تو ایسی کوئی بات نہیں۔"

دوسری توجیہ

نبی اکرم ﷺ نے پہلے کتابت حدیث سے منع فرمایا تھا لیکن بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خیال کیا کہ آپ نے شاید اس وجہ سے منع فرمایا کہ کبھی آپ ﷺ غصہ کی حالت میں ہوتے ہیں اور اس حالت میں کی گئی بات شاید آپ ﷺ کی احادیث میں شامل نہ ہو لیکن نبی کریم ﷺ نے اس خیال کی تردید عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو یہ فرما کر کی:"اكتب فوالذي نفسي بيده ما يخرج منه إلا حق" [10]ترجمہ:"لکھو، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اس منہ سے صرف حق بات ہی نکلتی ہے۔"

دوسرا شبہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مصاحفِ حدیث کو جلانے کا عمل

منکرین حدیث کی جانب سے دوسرا شبہ یہ ہے کہ مختلف صحابہ کرام سے کتابت حدیث کی ممانعت اور احادیث کے مجموعے جلانے کا ثبوت ملتا ہے۔[11] اس شبہ پر وہ کئی دلیلوں سے استدلال کرتے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

ان کی ایک دلیل یہ ہے کہ امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے کہ ابو بکرؓ نے پانچ سو احادیث کا ایک مجموعہ لکھا تھا، ایک رات اس کے متعلق نہایت متردد اور مضطرب تھے، آخر صبح کے وقت اسے آگ میں جلا دیا۔ ظاہر ہے کہ اس سے صحیح مجموعہ اور کون سا ہو سکتا تھا مگر صدیق اکبرؓ نے اس کا رکھنا بھی تقویٰ کے منافی سمجھا کہ شاید کوئی غلط روایت اس میں شامل ہو گئی ہو۔[12]

شیخ عبد السلام رستمیؒ کی تحقیق یہ ہے کہ اس واقعے کی سند صحیح نہیں ہے اس میں چند روات پر کلام موجود ہے۔ مثلاً علی بن صالح مجہول الحال ہے، محمد بن موسیٰ غیر ثقہ ہے۔[13] اور موسیٰ بن عبد اللہ کے بارے میں امام بخاریؒ نے "فيه نظر" کے الفاظ سے جرح کی ہے۔[14] اور اگر اس بات کو تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت ابو بکرؓ نے اپنا لکھا ہوا احادیث کا مجموعہ جلایا تھا، پھر بھی احادیث نہ لکھنا یا لکھنے سے منع کرنا حجیت حدیث کے منافی نہیں کیوں کہ احادیث کی حفاظت یاد رکھنے کے ذریعے سے بھی ہوتی ہے اور اس زمانے میں حافظے پر ہی زیادہ اعتماد کیا جاتا تھا، بڑے بڑے قصیدے یاد کرنا معمول کی بات تھی۔ ابو بکرؓ بھی یاد کرتے رہے ہیں، یہی وجہ ہے کہ کتب احادیث میں ابو بکرؓ کی سینکڑوں روایات موجود ہیں۔[15]

اس دعوے پر دوسری دلیل وہ یہ پیش کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ استخارہ کر کے کتابت حدیث سے باز رہے۔[16] اس حوالے سے وہ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بار خواہش ظاہر کی کہ سنت رسول ﷺ کو لکھوا لیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ بھی کر لیا، پھر ایک مہینے تک اللہ تعالی سے دعا اور استخارہ کرتے رہے۔ بالآخر اس ارادے سے باز رہے اور کہا کہ پہلی قومیں اسی وجہ سے ہلاک ہوئیں کہ انھوں نے اپنے پیغمبروں کی حدیثیں لکھیں، پھر انھی احادیث پر جھک پڑیں اور اللہ تعالی کی کتاب کو چھوڑ دیا۔[17]

شیخ عبد السلام رستمیؒ نے اس اعتراض کا یہ جواب دیا ہے کہ اس روایت کی سند درست نہیں ہے، سند کے بغیر روایت قابل استدلال نہیں ہے۔[18] شیخ عبد السلامؒ نے بات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کے باوجود عمر رضی اللہ عنہ نے کتابت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: قيدوا العلم بالكتاب[19] یعنی علم (قرآن وحدیث) کو لکھ کر محفوظ کر لیا کرو۔ چنانچہ محدثین نے عمر رضی اللہ عنہ سے 539 احادیث نقل کی ہیں۔

شیخ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ کے واقعے کو بالفرض درست مان بھی لیا جائے تو پھر اس کی توجیہ یہ ہے کہ ممکن ہے شروع میں عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد سے احادیث نہ لکھی ہوں، کچھ عرصہ بعد انھوں نے احادیث لکھنے کی اجازت سے متعلق احادیث سن لی ہوں یا ان کے ساتھیوں نے انھیں احادیث لکھنے کا مشورہ دیا ہو جس سے انھوں نے اپنے اجتہاد سے رجوع کر لیا ہو اور احادیث لکھنے کا حکم دیا ہو۔ نیز یہ بات واضح رہے کہ احادیث لکھنے کی ممانعت سے حجیت حدیث کی صحت پر اثر نہیں پڑتا۔[20]

تیسرا شبہ: حدیث گمراہی کا سبب

منکرین حدیث کا ایک شبہ یہ ہے کہ حدیث گمراہی کا سبب ہے۔ اس دعوے کے اثبات کے لیے وہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم میں اللہ کی کتاب پر تو ایمان لانے کا حکم ہے لیکن حدیث پر ایمان لانے کا حکم نہیں ہے، بلکہ حدیث میں مشغول ہونے کی ممانعت ملتی ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: {وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا}[21]۔ حافظ اسلم اس آیت کا ترجمہ یہ کرتے ہیں! ترجمہ: بعض آدمی ایسے ہیں جو حدیث کے مشغلہ کے خریدار بنتے ہیں تا کہ اللہ کی راہ سے بلا علم (یقین کے) بھٹکا دیں اور اس کو مذاق بنالیں۔ (اس سے لوگ اللہ کی راہ، یعنی دین کو مذاق بناتے ہیں۔)[22]

اس کے نقد میں شیخ عبد السلام رستمیؒ لکھتے ہیں کہ اس آیت میں تو {لَهْوَ الْحَدِيثِ} یعنی "فضول باتوں" کے نقصانات بتائے گئے ہیں، "حدیث" اس سے مراد ہو ہی نہیں سکتی۔ کیوں کہ {لَهْوَ الْحَدِيثِ} اور حدیث میں کوئی نسبت ہی نہیں ہے کیوں کہ اگر آپ کی کی گئی تفسیر کو مانا جائے تو پھر اور بہت سی خرابیاں لازم آتی ہیں۔ مثلاً قرآن کریم میں لفظِ حدیث کا اطلاق تو قرآن کریم پر بھی کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: {فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِثْلِهِ إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ}[23] جو تشریح آپ کر رہے ہیں اگر اسے لیا جائے تو پھر اس آیت میں بیان کی گئی خرابیاں نعوذ باللہ قرآن کریم میں بھی ماننی پڑیں گی اور قرآن کے متعلق اس قسم کی صفات ماننا انسان کو یقینی کفر تک پہنچاتا ہے۔ لھذا یہ ضروری ہے کہ اس کا ترجمہ وہی مانا جائے جو مفسرین کرام نے کیا ہے یعنی گانا اور رقص وغیرہ۔[24] اس طرح شیخ صاحب نے قرآن کریم سے کئی دیگر مثالیں دے کر یہ ثابت کیا کہ اس شبہ میں منکرینِ حدیث کے استدلالات کمزور ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ یہ ترجمہ حافظ اسلم کے بغیر کسی بھی دوسرے مفسر نے نہیں کیا حتی کے منکرین حدیث نے بھی یہ ترجمہ نہیں کیا۔[25]

چوتھا شبہ: حدیث کی وجہ سے غیر متعلقہ مسائل میں مصروفیت

ایک شبہ منکرین حدیث کی جانب سے یہ ہے کہ احادیث رسول کو حجت ماننا اور اس میں مصروف رہنا قرآن کریم سے حجاب کے مترادف ہے۔ منکرین حدیث کا نظریہ ہے کہ حدیث کو دین بنانے سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ قرآن جو سراسر زندگی ہے، پردے میں آگیا ہے، چنانچہ محدثین میں آج تک جو اہم اور معرکہ آرا موضوعات زیر بحث رہے ہیں بالعموم جن کا ملت کی صلاح وفلاح اور اجتماعی زندگی سے کوئی تعلق نہیں، مثلاً: ابو بکر رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا علی رضی اللہ عنہ، قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق، نماز میں ہاتھوں کو باندھنا چاہیے یا نہیں؟ کیا امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟ وغیرہ بخلاف اس کے اگر قرآن پر مدار رہوتا تو یہ مسائل پیدا نہ ہوتے۔[26]

شیخ عبد السلام رستمیؒ نے اس شبہ کے جواب میں لکھا ہے کہ منکرین حدیث نے محدثین کی دینی وملی خدمات کو بالائے طاق رکھ کر ان کی خدمات کو غلط جہت سے پیش کر کے تین اختلافی مسائل کی نشان دہی کی ہے۔

1. فضیلت ابو بکر صدیق و علی رضی اللہ عنہما
2. مسئلہ خلق قرآن

3. فروعی اختلافات

شیخؒ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ ملت کا اجتماعی مفاد صحیح عقیدے پر مبنی ہے اور غلط عقائد سے ملت میں انتشار پیدا ہوتا ہے۔ محدثین کرام نے ان غلط عقائد کے سامنے سینہ سپر ہو کر ملت کو انتشار سے بچانے کی کوشش کی۔ فضیلت ابو بکر و علی رضی اللہ عنہما کا جو مسئلہ ہے یہ ابن سبا یہودی کی شروع کردہ سازش کا نتیجہ ہے۔ جب اس نے نسلی قرابت داری کو امامت کا سبب قرار دے کر یہ عقیدہ رائج کرنے کی کوشش کی تو اس سے یہ مسئلہ پیدا ہوا کہ ابو بکرؓ افضل ہیں یا علیؓ ؟[27] اگر نسبی و نسلی قرابت کے اس نظریے کو مان لیا جاتا اور اس پر خاموشی اختیار کی جاتی تو نتیجتاً تینوں خلفاء ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کی خلافت ناجائز اور ظلم بن جاتی۔ اور یہ معاملہ انفرادی نہیں تھا بلکہ سیاسی اور اجتماعی نوعیت کا تھا، چنانچہ محدثین کرام نے اس مسئلے کو زیر بحث لا کر اس غلط عقیدے کے خلاف حق کا دفاع کر کے امت پر عظیم احسان کیا ہے۔

دوسرا مسئلہ خلق قرآن ہے۔ منکرین حدیث اور معتزلہ نے یہ مسائل امت میں انتشار پیدا کرنے کے لیے چھیڑے۔ مامون الرشید جو پکا معتزلی تھا، اس نے خلق قرآن کے مسئلے پر بیشتر علمائے حق کے خون سے اپنے ہاتھ رنگین کئے۔ غیر معتزلہ کو بڑی تکلیفیں پہنچائیں۔[28] محدثین نے اس انتشار سے امت کو بچانے اور حق کے دفاع کے لیے ایسی شاندار جدوجہد کی کہ اسلامی تاریخ کا روشن باب رقم ہو گیا۔

تیسرا مسئلہ فروعی اختلافات ہیں۔ اس مسئلے میں تو تمام اہل نظر کے نزدیک اختلاف کی گنجائش ہے۔ محدثین نے ان مسائل پر اس لیے مباحثے کیے کہ عام لوگ بلکہ بعض اہل علم بھی فتنہ کا شکار ہو رہے تھے جس سے ملت کا اجتماعی مقام منتشر ہو رہا تھا۔ محدثین نے اس فتنے سے ملت کو بچانے کے لیے ان مسائل کے متعلق احادیث کی طرف توجہ دلائی اور مذہبی تعصب ختم کرنے کی جدوجہد کی۔[29]

پانچواں شبہ: حدیث فرقہ بندی کا سبب

منکرین حدیث یہ کہتے ہیں کہ حدیث فرقہ بندی کا سبب ہے۔ اس سلسلے میں پرویز صاحب نے لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ان احادیث کو ماننے کی وجہ سے امت بہت سے فرقوں میں بٹ گئی ہے، ہر فرقے نے اپنی مرضی سے حسب ضرورت حدیثیں گھڑ لی ہیں اور ان روایات کے مطابق اپنے مذہب کی تعمیر میں سرگرم ہے۔ اس پر مزید یہ کہ ہر فرقہ اپنی مرضی اور عقائد سے ہٹ کر احادیث کو غلط قرار دیتا ہے۔ جب کہ فرقہ بندی قرآن کریم کی رو سے شرک ہے۔[30] شیخ عبد السلامؒ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ فرقہ بندی کا اصل سبب احادیث کا جدا جدا ہونا نہیں بلکہ ان اختلاف کی بنیاد غلط عقائد ہیں۔ اگر حدیث کو حجت مان لینا اختلاف و تفرق کا باعث ہے تو پھر منکرین حدیث اتنے فرقوں میں کیوں بٹ گئے ہیں؟ وہ تو حدیث کو مانتے ہی نہیں ہیں حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ منکرین حدیث چھ بڑے فرقوں میں تقسیم ہو گئے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ انکار حدیث بذات خود تفرق کا سب سے بڑا سبب ہے۔[31]

چھٹا شبہ: آیات قرآنیہ سے استدلال

منکرین حدیث حجیت حدیث سے انکار میں نمایاں اور پرکشش انداز میں جو دلیل پیش کرتے ہیں وہ قرآن کریم کی درج ذیل آیات ہیں۔ اللہ تعالی نے فرمایا: {وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ}[32] "ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل کی جس میں ہر چیز کا بیان ہے۔" ایک اور جگہ ارشاد ہے: {وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ}[33] یعنی ہر بات کی تفصیل (اس کتاب میں) ہے۔ ان جیسی اور آیات کو دلیل بنا کر وہ کہتے ہیں کہ صرف قرآن کافی ہے۔ منکرین حدیث آیات کا لغت کے اعتبار سے ظاہری معنی لیتے ہیں، اُن کا دعوی ہے کہ قرآن کریم بذات خود ایک جامع، مفصل اور مکمل کتاب ہے جس میں ہر چیز کا بیان ہے۔ (اسلیے اس کی تشریح لغت کافی ہے یعنی ان کے ہاں تفسیر کے لیے

سب سے بنیادی ماخذ لغت ہے ۔)[34] حقیقت بھی یہی ہے کہ اس بات میں تو کسی مسلمان کا اختلاف نہیں کہ قرآن کریم بذات خود ایک جامع، مفصل اور مکمل کتاب ہے، لیکن منکرین حدیث اس سے یہ مراد لیتے ہیں کہ قرآن کریم کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لیے ہمیں رسول اللہ ﷺ کی تشریح کی اور ان کی رہنمائی کی ضرورت نہیں۔ نبی ﷺ نے اپنی زندگی میں قرآن کریم پر عمل کر کے ایک صحیح معاشرہ قائم کر دیا جو اس وقت کے تقاضے کے مطابق تھا۔ اب ہم اپنے زمانے میں صاحب وحی کی طرح قرآن کریم پر عمل کرنے سے حدیث کے بغیر ہی مناسب معاشرہ قائم کرسکتے ہیں۔ گویا کہ { وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ } میں کلیات وجزیات سب شامل ہیں۔ شیخ صاحبؒ اس اعتراض پر نقد اس طرح فرماتے ہیں کہ منکرین حدیث کا یہ استدلال عقلا اور محاورتا درست نہیں مثلا احادیث، تفسیر اور فقہ کی بے شمار کتب لکھی جا چکی ہیں مگر یہ دعوی اب بھی ممکن نہیں کہ اس میں ہر قسم کے مسائل کا حل صراحت کے ساتھ ہے، کیوں کہ اب بھی ایسے بہت سے مسائل یا جزئیات پیش آجاتے ہیں جن کا حل صراحتا نہیں ملتا۔ ایسے ہی قرآن مجید میں بھی ہر مسئلے کا ہر جز صراحت کے ساتھ موجود نہیں۔

دوسری بات { كُلِّ شَيْءٍ } کا لفظ جب اپنے لغوی معنی میں استعمال ہوتا ہے تو اسے استغراق حقیقی کہا جاتا ہے اس کی بہت سی مثالیں قرآن کریم میں موجود ہیں جیسا کہ سورۃ الاعراف میں تورات کے متعلق فرمایا: { وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِكُلِّ شَيْءٍ }[35] اور ہم نے اس (موسی علیہ السلام) کے لیے تختیوں پر ہر طرح کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل لکھ دی۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ کائنات کی ہر چیز کی تفصیل اس میں لکھ دی گئی ہے کیوں کہ اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالی کو دیگر کتب نازل کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ معلوم ہوا اس آیت میں لِكُلِّ شَيْءٍ سے موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے ضروری اصول وکلیات مراد ہیں۔ اسی طرح کبھی کبھی لغوی معنی کو ترک کر کے { كُلِّ شَيْءٍ } کا لفظ استغراق عرفی کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے اور اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ ان آیات کریمہ میں { تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ } اور { وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ } میں { كُلِّ شَيْءٍ } کا لفظ استغراق عرفی کے معنی میں ہی استعمال ہوا ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ اس سے یہ مراد نہیں کہ تمام اصول وکلیات اور فروع وجزئیات قرآن کریم میں موجود ہیں بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ دین اسلام کے ضروری اصول وکلیات علوم ومعارف اور جزئیات موجود ہیں البتہ بعض ان میں سے صراحت کے ساتھ، بعض اشارتاً، بعض دلالتاً، بعض مجمل، بعض مفسر اور بعض متشابہ کے طور پر موجود ہیں، پھر ان میں سے جس کی ضرورت اور اہمیت زیادہ تھی، اس کی شرح احادیث میں بیان کر دی گئی ہے۔ لھذا جس طرح قرآن کریم ضروری ہے ایسے ہی احادیث نبویہ علی صاحبھا الصلوۃ والسلام بھی ضروری ہیں۔[36]

ساتواں شبہ: دین کی تکمیل بذریعہ قرآن

منکرین حدیث کا ایک مضبوط شبہ یہ ہے کہ دین قرآن کریم کے ذریعے مکمل ہوا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: { اليوم اكملت لكم دينكم }[37] یعنی آج کے دن دین مکمل ہوگیا۔ تو جو دین احادیث میں بیان ہوا ہے اس کے بغیر دین صحابہؓ کے دور میں کیسے مکمل ہو گیا تھا؟ اور جب قرآن نے اعلان کر دیا تو پھر احادیث کی کیا ضرورت باقی رہ گئی؟

شیخ عبد السلام نے اس شبہ کا مختلف طریقوں سے جواب دیتے ہیں جن میں سے پہلے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ جیسے { كُلِّ شَيْءٍ } کا لفظ حقیقی اور عرفی معنی کے لیے استعمال ہوا ہے ایسے ہی اکملت بھی اپنے حقیقی اور عرفی معنی میں استعمال ہوتا ہے اور یہاں اس کا عرفی معنی ہی مراد ہے۔[38] دوسری بات یہ کہ در حقیقت احادیث میں دین کا وہ حصہ بیان کیا گیا ہے جو صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کی زندگی سے

قولا یا فعلا نقل کرتے ہیں۔ اب اس آیت میں تکمیل دین کا جو تذکرہ ہے اس میں دین کا وہ حصہ بھی داخل ہے جو صحابہ کے ذریعے حدیث کی صورت میں ہم تک پہنچا۔ کیوں کہ یہ آیت رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ کے بالکل اواخر میں اتری تھی لھذا اس آیت کو دلیل بنا کے اعتراض درست نہیں۔ [39]

آٹھواں شبہ: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے استدلال

منکرین حدیث کہتے ہیں کہ حدیث قرطاس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے کہا تھا: حَسْبُنَا كِتَابُ اللهِ[40] " ہمارے لیے اللہ کی کتاب کافی ہے۔ اپنی اس بات کے ثبوت کے لیے وہ یہ کہتے ہیں کہ قرآن اپنے آپ کو بار بار کتاب کہتا ہے۔ پہلی آیت {ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ} [41] میں کتاب کا معنی ذکر کیا۔ اور یہ وہی کتاب ہے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا! کیا میں نے دین تم تک پہنچا دیا۔[42] شیخ صاحب اس شبہ کے رد میں فرماتے ہیں ایک طرف تو آپ کہتے ہیں حدیث حجت نہیں اور دوسری طرف اپنے ہی دعوی کے ثبوت کیلئے دو احادیث (حدیث قرطاس اور حجۃ الوداع) سے استدلال کر رہے ہیں۔ حدیث اگر حجت نہیں تو پھر آپ کیسے یہ حوالہ پیش کر رہے ہیں؟

دوسری بات کہ کتاب کے معانی کا تعین کرنے کے لیے صرف لغت عرب پر انحصار نہیں کیا جا سکتا بلکہ اسے قرآن کریم سے ہی دیکھ لیتے ہیں۔ خود قرآن کریم میں اگر غور کیا جائے تو لفظ کتاب 230 مرتبہ بیان کیا گیا ہے۔ اور اس کا مادہ (ک، ت، ب) 319 مرتبہ مذکور ہے۔ قرآن کریم میں یہ کتاب کے علاوہ مختلف معانی میں استعمال کیا گیا ہے۔ فرض شدہ چیز کے معنی میں، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: {إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا} [43] یعنی بے شک نماز مومنوں پر ہمیشہ سے وقت مقررہ پر فرض کر دی گئی ہے۔" اس طرح حجت کے معنی میں، جیسے فرمایا: { فَأْتُوا بِكِتَابِكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ} [44] پس تم اپنی کوئی حجت و دلیل پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ اس طرح شیخ صاحب نے کئی استشہادات پیش کئے ہیں۔ تو {ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ} میں کتاب سے مدون شکل میں لکھی ہوئی کتاب مراد لینا بڑا عجیب ہے کیوں کہ یہ آیت سورۃ بقرہ کی ہے اور سورہ بقرہ مدینہ طیبہ میں پہلی نازل شدہ سورت ہے۔ اس وقت قرآن کریم کی مکی سورتوں کی تعداد 86 تھی جو اس سے پہلے نازل ہو چکی تھیں، لہذا سوال پیدا ہوتا ہے کہ انھیں کس نے مدون کر کے ان اوراق کی سلائی کی تھی؟ حالانکہ اس وقت صفحات بھی موجود نہیں تھی اور نہ ہی اتنی تعداد میں تھے کہ ہر صحابی کے پاس اس کا نسخہ ہوتا۔[45] لھذا عمرؓ کے قول میں کتاب اللہ سے مابین الدفتین والی کتاب مراد لینا ناممکن ہے کیونکہ اس وقت ایسا کوئی نسخہ موجود ہی نہیں تھا۔ الغرض اس ساری تمہید کا مقصد یہ ہے کہ عمر رض کے قول میں کتاب اللہ سے مراد قرآن حکیم نہیں ہے بلکہ حکم شرعی ہے جو کہ یقینا نبی کریم ﷺ کی احادیث میں موجود ہیں۔

نواں شبہ: نبی اکرم ﷺ کا صرف ایک مجلد کتاب کا چھوڑنا

منکرین حدیث کا ایک شبہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دنیا سے پردہ فرماتے ہوئے صرف ایک مجلد کتاب یعنی قرآن کریم چھوڑا اسکا مطلب ہے کہ حدیث کا کوئی ذخیرہ نہیں چھوڑا۔[46] چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے شداد بن معقل رضی اللہ عنہ نے پوچھا: نبی ﷺ نے امت کے لیے کیا چھوڑا ہے؟ تو انھوں نے فرمایا: آپ ﷺ نے صرف یہ ایک مجلد کتاب چھوڑی ہے۔[47]

شیخ فرماتے ہیں اس کا جواب واضح ہے کیونکہ اس میں دو رائے نہیں کہ نبی کریم ﷺ کے دور میں قرآن کریم کے سوا جمع شدہ کوئی چیز موجود نہیں تھی۔ نبی ﷺ کے دور میں احادیث موجود ضرور تھیں لیکن ایک مجموعے کی صورت میں موجود نہیں تھیں لھذا ابن

عباس رضی اللہ عنہمانے جو فرمایا:"ماترك" تو اس سے مراد یہ ہے کہ اس وقت دو گتوں کے درمیان قرآن کریم کے علاوہ کوئی دوسری چیز نہیں چھوڑی لیکن مجموعے کی صورت میں موجود نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ احادیث محفوظ نہیں تھیں یا وہ حجت نہیں۔[48]

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات(References)

[1] شمس الدین السرخسي ،المبسوط للسرخسي (دار الفکر، لبنان،2000م)6/8

Shamsuldin Sarakhsi, Li Mabsoot Al-Sarakhsi, (Dar al-Fikr, Lebanon2000), 6/8

[2] سید الابرار ہاشمی ،عبد السلام رستمی دژوند حالات (جامعۃ العربیۃ، بڈھ بیر پشاور)21

Syed Al Ibrar Hashmi, Abdul Salam Rustami Da Zond Halaat, (Jamia AL Arabia,Badaber,Peshawar),21

[3] عبد السلام رستمی دژوند حالات، سید الابرار ہاشمی، ص:3

Syed Al Ibrar Hashmi, Abdul Salam Rustami Da Zond Halaat: 03

[4] صحيح مسلم، بَابُ التَّثَبُّتِ فِي الْحَدِيثِ وَحُكْمِ كِتَابَةِ الْعِلْمِ، رقم الحديث:3004

Sahih al Muslim, bab Al Tasabbut fil Hadees wa Hukm kitabat il Ilm, Hadees No: 3004

[5] غلام احمد پرویز ،مقام حدیث (طلوع اسلام ٹرسٹ، لاہور، 2001ء) 60

Ghulam Ahmed Parwez, Maqaam e Hadith, (Toluislam Trust, Lahore, 2001),60

[6] شیخ عبد السلام رستمی، انکار حدیث سے انکار قرآن تک، (دار السلام، لاہور)267

Sheikh Abdul Salam Rustami, Inkaar e Hadees se Inkaar e Quran tak,Darussalam, Lahore, 267

[7] ابن حجر، فتح الباري ، (دار المعرفة-بيروت،1379)، 1/ 208

Ibn e Hajar, Fath Al-Bari, Dar Al Maarifah,Beirut,1379,1/208

[8] شیخ عبد السلام رستمی، انکار حدیث سے انکار قرآن تک، (دار السلام، لاہور)269

Sheikh Abdul Salam Rustami, Inkaar e Hadees se Inkaar e Quran tak,(Darussalam, Lahore),269

[9] أبو سليمان أحمد بن محمد الخطابي، معالم السنن للخطابي، (المطبعة العلمية، حلب،1932م)4/184

Abu Suleman Ahmed Bin Muhammad Al-Khitabi, Ma'alim as-Sunan, Al Khitabi, (Al-Matbaa Al-Ilmiyah,Halab,1932),4/184

[10] سنن أبي داود، باب في كتاب العلم، رقم الحديث:3646، Sunan al-Nasai, (Bab fi kitab il Ilm, -Hadees

[11] غلام احمد پرویز ،مقام حدیث (طلوع اسلام ٹرسٹ، لاہور، 2001),06

Ghulam Ahmed Parwez, Maqaam e Hadith, (Toluislam Trust, Lahore, 2001),06

[12] الذهبي، تذكرة الحفاظ (دار الكتب العلمية-لبنان1998م)، 1/10

AL-Zahabi, Tazkirah Al Huffaz, (Dar al kutub al-Ilmiyah,Lebanon,1998),1/10

[13] أحمد بن علي بن حجر، تقريب التهذيب، (دار الرشيد، دمشق، سوريا،1986) 1/ 696

Ahmad bin Alibin Hajar,Taqreeb al-Tehzeeb, (Dar ur Rasheed DimishaqSurya, 1986) 1/696

[14] أحمد بن علي بن حجر، لسان الميزان، (مؤسسة الأعلمي للمطبوعات بيروت،1971م) 5/ 394

Ahmad bin Alibin bin Hajar, Lisan al-Meezan , (Mua'sasa tul Aalami lil matbuaat, birut, 1971) 5/394

[15] شیخ عبد السلام رستمی، انکار حدیث سے انکار قرآن تک (دار السلام، لاہور، س،ن)272

Sheikh Abdul Salam Rustami, Inkaar e Hadees se Inkaar e Quran tak,(Darussalam, Lahore),272

[16] غلام احمد پرویز ،مقام حدیث(طلوع اسلام ٹرسٹ،لاہور،2001ء)،07

Ghulam Ahmed Parwez, Maqaam e Hadith, (Toluislam Trust, Lahore, 2001),07

[17] ابو عمر یوسف بن عبد اللہ القرطبي، جامع بيان العلم وفضله (دار ابن الجوزي 1994م)، 1/ 275

Abu Umar Yousaf bin Abdullah Alqurtabi, Bayanul Illam wa Fazlihi, (Dar ibe Juzi 1994) 1/ 275

[18] انکار حدیث سے انکار قرآن تک :272

Inkaar e Hadees se Inkaar e Quran tak, ,272

[19] المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب العلم، رقم الحدیث:359،

Al-Mustadrak`ala al-sahihayn,Al-Hakim,(Kitab al ilm), Hadees No : 359,

[20] شیخ عبد السلام رستمی، انکار حدیث سے انکار قرآن تک (دارالسلام،لاہور، س،ن)273

Sheikh Abdul Salam Rustami, Inkaar e Hadees se Inkaar e Quran tak,(Darussalam, Lahore), 273

[21] لقمان، 31: 6

Luqman,31: 6

[22] حافظ محمد اسلم جیراجپوری، علم حدیث: 84 بحوالہ مقام حدیث، غلام احمد پرویز (طلوع اسلام ٹرسٹ،لاہور،2001ء)

Hafiz Muhammad Aslam Jairajpuri, Ilm e Hadees, 84, bahawalah Maqaam e Hadith, Ghulam Ahmed Parwez, (Toluislam Trust, Lahore, 2001)

[23] الطور، 52: 34

Al-Tur,52:34

[24] حافظ عماد الدین، تفسیر ابن کثیر، (دار طيبة للنشر والتوزيع 1999م)، 6/330،

Hafiz Imadudin, Tafseer ibn e kathir,(Dar tayyabah al-Nashar wal-Touzeeh 1999)6/ 330

[25] شیخ عبد السلام رستمی، انکار حدیث سے انکار قرآن تک (دارالسلام،لاہور، س،ن)،277

Sheikh Abdul Salam Rustami, Inkaar e Hadees se Inkaar e Quran tak,(Darussalam, Lahore),277

[26] حافظ محمد اسلم جیراجپوری، علم حدیث: 91 بحوالہ مقام حدیث، غلام احمد پرویز (طلوع اسلام ٹرسٹ،لاہور،2001ء)

Hafiz Muhammad Aslam Jairajpuri,Ilm e Hadees, 91, bahawalah Maqaam e Hadith, Ghulam Ahmed Parwez, (Toluislam Trust, Lahore, 2001)

[27] ابن کثیر البدایۃ والنھایۃ،(دار الفکر،1986م)،7/ 168

Ibn e kathir, Al-Bidaya wa`l-Nihaya, (dar al-Fikar, 1986), 7/168

[28] عبد الله بن مسلم بن قتيبة الدينوري، المعارف (الهيئة المصرية العامة للكتاب، القاهرة، 1992 م) 52

Abdulllah bin Muslim bin Qutiba a`l –Diniviri, Al Ma'rif, (Al Hiya Al Misriya a`l Amma lilkitab, a`l qahira, 1992) 52

[29] شیخ عبد السلام رستمی، انکار حدیث سے انکار قرآن تک (دارالسلام،لاہور، س،ن)281

Sheikh Abdul Salam Rustami, Inkaar e Hadees se Inkaar e Quran tak,(Darussalam, Lahore),281

[30] غلام احمد پرویز ،مقام حدیث(طلوع اسلام ٹرسٹ،لاہور،2001ء)24

Ghulam Ahmed Parwez, Maqaam e Hadith, (Toluislam Trust, Lahore, 2001),24

[31] شیخ عبد السلام رستمی، انکار حدیث سے انکار قرآن تک (دارالسلام،لاہور، س،ن) 285

Sheikh Abdul Salam Rustami, Inkaar e Hadees se Inkaar e Quran tak,(Darussalam, Lahore),285

[32] النحل،16 : 89

Al-Nahl,16:89

[33] سورۃ یوسف،12 : 111

Surah Yousaf, 12: 111

[34] غلام احمد پرویز ،مقام حدیث : 65

Maqaam e Hadith, ,65 Ghulam Ahmed Parwez,

[35] الأعراف،7: 145

Al-a`raf,7:145

[36] انکار حدیث سے انکار قرآن تک289

Inkaar e Hadees se Inkaar e Quran tak,289

[37] المائدۃ،5: 3

Al-Ma`idah,5: 3

[38] شیخ عبد السلام رستمی، انکار حدیث سے انکار قرآن تک (دار السلام، لاہور، س،ن) 291

Sheikh Abdul Salam Rustami, Inkaar e Hadees se Inkaar e Quran tak,(Darussalam, Lahore),291

[39] شیخ عبد السلام رستمی، انکار حدیث سے انکار قرآن تک (دار السلام، لاہور، س،ن) 291

Sheikh Abdul Salam Rustami, Inkaar e Hadees se Inkaar e Quran tak,(Darussalam, Lahore),291

[40] صحيح مسلم، باب تَرْكِ الْوَصِيَّةِ لِمَنْ لَيْسَ لَهُ شَيْءٌ يُوصِي فِيهِ، رقم الحديث: 1636

Sahih al Muslim, Bab tarkul wasiya liman laisa laho shaiwon yosi fihe, Hadees No: 1636

[41] البقرة،2: 2

Al- baqarah,2: 2

[42] نامعلوم، قرآنی فیصلے، (ادارہ طلوع اسلام، لاہور، 1973) 668

Namalum, Qurani Faisly, (Idarah Tolu`islam, Lahore,1973), 668

[43] النساء،4: 103

Al-Nisa`a, 4: 103

[44] الصافات،37: 157

Al-saaffaat, 37: 157

[45] شیخ عبد السلام رستمی، انکار حدیث سے انکار قرآن تک (دار السلام، لاہور) 298

Sheikh Abdul Salam Rustami, Inkaar e Hadees se Inkaar e Quran tak,(Darussalam, Lahore),298

[46] غلام احمد پرویز، مقام حدیث (طلوع اسلام ٹرسٹ، لاہور، 1975ء) 3

Ghulam Ahmed Parwez, Maqaam e Hadith, (Tolu`islam Trust, Lahore, 1975),3

[47] صحیح بخاری، باب من قال: لم یترک النبی صلی اللہ علیہ وسلم إلا ما بین الدفتین، رقم الحدیث:5019،

Sahih al-Bukhari, (Bab Man qaala: lam yatruk al-nabiﷺ il`la ma byna dafatain)Hadees No: 5019

[48] شیخ عبد السلام رستمی، انکار حدیث سے انکار قرآن تک: 299

Sheikh Abdul Salam Rustami, Inkaar e Hadees se Inkaar e Quran tak:299